Dr. Shahnaj Ara.
Deptt of Urdu
Dr. L. K. V. D. college

مثنوی سحر البیان کی نمایاں خصوصیات :-

اردو مثنوی میں جتنی شہرت میر غلام حسن کی مثنوی سحر البیان کو حاصل ہوئی وہ دوسری مثنویوں کو میسر نہ ہو سکی۔ حالانکہ میر حسن نے اس کے علاوہ بھی مثنویاں لکھی تھی۔ میر حسن نے قصیدے اور غزلیں بھی کہیں لیکن سحر البیان نے ایسی شہرت دوام عطا کی ہے۔

میر حسن کی یہ مثنوی اردو زبان میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ سحر البیان کی زبان فصیح اور بامحاورہ ہے۔ اس میں بے تکلفی اور بلا کی سلاست ہے۔ روانی اور زور ہے۔ میر حسن نے اس مثنوی میں سخن کے دریا بہا دیے ہیں۔ یہ مثنوی اردو ادب میں کلاسیکی کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کا طرز بیان نہایت صاف ستھرا اور سلجھا ہوا ہے۔ سحر البیان کی زبان کا اندازہ ان اشعار سے لگایا جا سکتا ہے۔

سو صدا عیش دوراں دکھاتا نہیں * گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
(حکایات) کئی رات حرف و حکایات میں * سحر ہو گئی بات کی بات میں
کسی پاس دولت یہ رہتی نہیں * سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہیں

سحر البیان کے کردار :-

اس مثنوی میں شہزادہ بے نظیر، شہزادی بدر منیر، نجم النساء، ماہ رخ اور فیروز شاہ کے اہم کردار ہیں کرداروں کا تعلق ایک ہی طبقہ سے ہے۔ ان کرداروں کے افعال و حرکات سے

Scanned with CamScanner

سے کہانی بنتی ہے۔ ماہ رخ اور فیروز شاہ کا کردار اضافی ہے۔ لیکن سب سے اہم کردار نجم النساء کا ہے۔ جو کہانی کی جان ہے۔

منظر نگاری: سحر البیان میں اشعار سے عمدہ قسم کی منظر کشی کی گئی ہے۔ بدر منیر کی کیفیت ہجر کو شعر میں جس انداز سے نظم کر دیا گیا ہے۔ وہ بلاشبہ خود ایک شاعرانہ کمال کا وصف ہے۔ اشعار پڑھنے والے کی ذہن میں خود بخود ایک منظر ابھر کر سامنے آ جاتا ہے۔

مثنوی سحر البیان اردو کی بہترین مثنویوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اس مثنوی کا انداز بیان ہی اس کی خصوصیت ہے۔ محاوروں کا استعمال رنگینی اور دل کشی دوسری مثنویوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس میں کردار نگاری کا ایک اعلیٰ نمونہ پایا جاتا ہے۔ اس مثنوی میں تشبیہ و استعارات کی جادوگری سے مسحورانہ شاعری کا نمونہ پیش کیا ہے۔ مثنوی سحر البیان اردو ادب کا ایک زندہ جاوید شاہکار ہے۔ یہ مثنوی اردو ادب میں کلاسیکی کا درجہ رکھتی ہے۔ میر حسن کی مثنوی سحر البیان اردو زبان میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ اس کے بہت سے شعر ضرب المثل بن گئے ہیں الفاظ میں سادگی اور سلاست کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں

درختوں کی کچھ چھاؤں اور کچھ وہ دھوپ * وہ دھانوں کی سبزی وہ سرسوں کا روپ
اب دیوانی سی ہر سمت پھرنے لگی * درختوں میں جا جا کے گرنے لگی
چھپانا بیٹھنا پھر نہ اٹھنا اسے * محبت میں دن رات گھٹنا اسے
نہ کھانے کی سدھ نہ پینے کا ہوش * ہوا دل میں اس کے محبت کا جوش
چمن میں نہ مائل نہ گل پر نظر * وہی سامنے صورت آٹھوں پہر

میر حسن نے ہجر میں بدر منیر کی حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ منظر نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔ اور ان کے شاعرانہ کمال کی بہترین مثال ہے اس میں بدر منیر کے دل کی بے چینی اور تڑپ قابل توجہ ہے۔ وہ کہتے ہیں:

لگا اس پہ دن جب کئی اور بھی * بگڑنے لگے ہوش کچھ طور بھی
شب ہجر کو دل میں ڈرنے لگی * دو اشک سے منہ بھرنے لگی
غذا زندگانی سے پھرنے لگی * بہانے سے جا جا کے سونے لگی

سحر البیان میں انسانی ہمدردی کا اعلیٰ تصور پایا جاتا ہے اسکے مافوق الفطرت عناصر کی حیرت انگیزی اس کے سامنے پست درجہ کی چیزیں معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اسکا بیان جو منظر نگاری کے نمونے ملتے ہیں۔ وہ دوسری مثنویوں میں نظر نہیں آتے یہی اس کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ جذبات نگاری منظر کشی اور واقعہ نگاری اس مثنوی کی اہم خصوصیات ہیں۔ اس کے علاوہ سحر البیان میں زبان و بیان کی بھی بے شمار خوبیاں موجود ہیں۔

میر حسن کی مثنوی "سحر البیان" اردو ادب میں ممتاز ترین درجہ رکھتی ہے۔ زبان کے لحاظ سے جو مرتبہ اردو نثر میں میر امن کو باغ و بہار کو حاصل ہے۔ اس سے کئی درجہ زیادہ "سحر البیان" کو نصیب ہے اردو زبان پر میر حسن کی مثنوی کا جو اثر پڑا ہے وہ کسی اور دوسری کتاب کا نہیں پڑا تخیل ~~کے اعتبار سے~~ بھی۔ تخیل کے اعتبار سے بھی سحر البیان کافی ممتاز ہے۔ درد اور سوز و گداز گویا کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ اس کے اشعار اس قدر تاثیر میں ڈوبے ڈوبے ہوتے ہیں کہ

بجلی کی طرح دل پر اثر کرتے ہیں۔ میر حسن نے یہ مثنوی لکھ کر ہم اردو زبان
پر زبردست احسان کیا ہے۔ اور جب تک اس زبان کے بولنے اور
سمجھنے والے دنیا میں زندہ رہیں گے میر حسن کا نام دلوں پر نقش
رہے گا۔ ———

Shahnaj Ara.